از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: یکم مئی 1958

راگھوناتھ داس

بنام

گوکل چند و دیگر

(ایس آر داس چیف جسٹس بھگوتی، ایس کے داس اور سبّا راؤ جسٹس صاحبان)

حد بندی-اگر کوئی مخصوص قابل منتقل جائیداد کے لئے ہے تو شریک وارث کے ذریعہ منتقل شدہ جائیداد کی تقسیم کے لئے مقدمہ-"مخصوص قابل منتقلی جائیداد"، کا مطلب- نفاذی کارروائی کے دوران شامل وقت کے حساب سے استثنیٰ-انڈین لمیٹیشن ایکٹ، 1908 (9، سال1908)، آرٹیکل49، 120، دفعہ14(1)۔

انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 49 میں پائے جانے والے الفاظ "مخصوص منقولہ جائیداد" کا مطلب صرف ایسی مخصوص منقولہ جائیداد ہو سکتا ہے جس کے سلسلے میں مدعی مدعا علیہ سے فوری قبضے کا دعوی کرنے کا حقدار ہے جس نے یا تو غلط طریقے سے لیا ہے یا غلط طریقے سے اسے اس سے روک رکھا ہے۔

ایک وارث کی طرف سے کسی متوفی شخص کی منقولہ جائیداد کے اپنے حصے کی وصولی کے لیے دوسروں کے خلاف مقدمہ کسی مخصوص منقولہ جائیداد کے لیے نہیں ہے جو غلط طریقے سے لی گئی ہے جیسا کہ آرٹیکل 49 میں تصور کیا گیا ہے اور اس ایکٹ میں کسی اور مخصوص شق کی عدم موجودگی میں، آرٹیکل 120 کے تحت ہونا چاہیے نہ کہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 49 کے تحت۔

محمد ریاست علی بنام مسمّت حسن بانو، (1893) ایل آر 20 آئی اے 155، پر انحصار کیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نتیجتاً، ایسے معاملے میں جہاں ڈگری کسی ایوارڈ پر منظور کی گئی ہو، کسی خاص جی پی نوٹوں کی وضاحت کیے بغیر یا انہیں تقسیم کیے بغیر، بڑے بھائی کو ہدایت دی کہ وہ جی پی میں سے 13,200 روپے کی قیمت کے جی پی نوٹ چھوٹے بھائی کو منتقل کرے۔ والد کی طرف سے سابقہ کی تحویل میں چھوڑے گئے 26,500 روپے کی کل قیمت کے نوٹ، اور چھوٹے بھائی، ڈگری پر عمل درآمد کے ذریعے راحت حاصل کرنے میں ناکام رہے، مقدمہ دائر کیا، جس میں سے موجودہ اپیل اٹھتی ہے، بڑے بھائی کے خلاف جی پی کی تقسیم کے لیے۔ نوٹ اور اس پر ایک ہدایت کہ 13,200 روپے کی قیمت کے جی پی نوٹ اسے منتقل کیے جائیں اور دعوی کیا کہ عمل درآمد کی کارروائی کے آغاز سے لے کر عدالت عالیہ کے ذریعے حتمی تصفیے تک کی پوری مدت کو حد کی مدت کا حساب لگانے میں خارج کر دیا جائے:

یہ قرار پایا گیا کہ اصل میں مقدمہ مشترکہ ملکیت میں موجود منقولہ جائیداد کی تقسیم کے لیے تھا نہ کہ منقولہ جائیداد کی کسی مخصوص چیز کے قبضے کے لیے اور اس طرح آرٹیکل 49 کے ذریعے نہیں بلکہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 120 کے ذریعے زیر انتظام تھا۔

گوپال چندر بوس بنام سریندر ناتھ دت، (1908) 12 سی۔ ڈبلیو۔ این۔ 1010، ممتاز شدہ اور ناقابل اطلاق قرار دیا گیا۔

چونکہ کیس کے حقائق اور حالات انڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14(1) کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، اس لیے مقررہ مدت کی حد کا حساب لگانے میں عمل درآمد کی کارروائی کے آغاز سے لے کر عدالت عالیہ کے ذریعے اس کے حتمی تصفیے تک کے وقت کو خارج کیا جانا چاہیے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 251، سال 1954۔

دیوانی ریگولر فرسٹ اپیل نمبر 1/ای، سال 1947 میں پنجاب عدالت عالیہ کے 22 اپریل 1952 کے فیصلے اور ڈگری سے اپیل، جو یکم جولائی 1947 کے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہوتی ہے، سب جج کی عدالت، امبالا کے مقدمہ نمبر 239، سال 1946 میں۔

تارا چند برج موہن لال، اپیل کنندہ کے لیے۔

ہر دیال ہارڈی، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

1958. یکم مئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت کا فیصلہ داس چیف جسٹس نے سنایا۔

داس چیف جسٹس:-یہ 22 اپریل 1952 کو پنجاب عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے ذریعے منظور کیے گئے فیصلے اور ڈگری کے خلاف مدعی کی اپیل ہے جس میں یکم جولائی 1947 کو فرسٹ کلاس ماتحت جج، امبالا کے ذریعے مدعی کے حق میں منظور کی گئی ڈگری کو الٹ دیا گیا تھا اور مدعی کا مقدمہ نمبر 239، سال 1946 کو خارج کر دیا گیا تھا۔ 19 دسمبر 1952 کو ڈویژن بنچ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر اپیل کو ترجیح دی گئی ہے۔

اس اپیل کے مقصد کے لیے حقائق کا مواد اب جلد ہی بیان کیا جا سکتا ہے: ایک لالہ بنی پرشاد کا 1910 میں انتقال ہو گیا جس کے بعد وہ اپنی بیوہ مسماۃ دار وپاڈی (مدعاعلیہ مدعاعلیہ نمبر 2) اور اس کے دو بیٹوں، یعنی گوکل چند (مدعاعلیہ مدعاعلیہ نمبر 1) اور رگھوناتھ داس (مدعی اپیل کنندہ)، جو اس وقت نابالغ تھے، سے بچ گیا۔ لالہ بنی پرشاد نے کافی قابل منتقلی جائیدادیں چھوڑیں جن میں بہت سے جی پی نوٹ اور زرعی آراضی، باغات اور مکانات سمیت مختلف غیر منقولہ جائیدادیں بھی شامل ہیں۔ ان کی موت کے بعد 1934 میں دونوں بھائیوں کے درمیان تنازعات اور اختلافات پیدا ہونے تک خاندان مشترکہ رہا۔ بالآخر 12 نومبر 1934 کو دونوں بھائیوں نے ایک قرارداد پر عمل درآمد کیا جس میں خاندانی املاک کی تقسیم سے متعلق اپنے تنازعات کو لالہ رام جی داس کی ثالثی کے حوالے کیا گیا جو ایک مشترکہ رشتہ دار تھے۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مدعاعلیہ گوکل چند نے جی پی نوٹوں کے کچھ حصے کو فروخت کر دیا تھا اور ثالثی کے حوالے کی تاریخ پر صرف 26,500 روپے کے جی پی نوٹوں کو گوکل چند نے خاندان کے کارتا کے طور پر رکھا تھا۔

21 جون 1936 کو ثالث نے ایک ایوارڈ دیا جس پر دونوں بھائیوں نے ان کی قبولیت کی علامت کے طور پر دستخط کیے۔ یہ ایوارڈ 28 جولائی 1936 کو درج کیا گیا تھا۔ اس فیصلے کے ذریعے ثالث نے غیر منقولہ جائیدادوں اور دکانوں کو تقسیم کیا جیسا کہ اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں تک جی پی کے نوٹوں کا تعلق ہے، ثالث نے ہدایت دی اور فیصلہ دیا کہ جی پی کے 26,500 روپے کے نوٹوں میں سے، جو اس وقت گوکل چند کے نام تھے، 13,300 روپے کے نوٹ گوکل چند اور مسماۃ دار وپدی کے ناموں میں درج کیے جائیں اور 13,200 روپے کے بقیہ نوٹوں کی توثیق رگھوناتھ داس اور مسماۃ دار وپدی کے ناموں سے کی جائے اور یہ کہ صرف مسماۃ دار وپدی ہی اپنی موت تک سود کی حقدار ہونی چاہیے۔ 26,500 روپے کے پورے جی پی نوٹوں پر اور یہ کہ اس کی موت کے بعد گوکل چند 13,300 روپے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے جی پی نوٹوں اور 13,200 روپے کے جی پی نوٹوں کے رگھوناتھ داس کے مالک ہوں گے۔ثالث نے گوکل چند کو مزید ہدایت کی کہ وہ رگھوناتھ داس کو سود کے ساتھ چار مختلف قسطوں میں 20,000 روپے کی رقم ادا کریں جیسا کہ اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

31 اگست 1936 کو گوکل چند نے مجموع ضابطہ دیوانی کے شیڈول II کے پیرا گراف 20 کے تحت ضلع جج، امبالا کو ایوارڈ داخل کرنے کے لیے درخواست دی۔ان کارروائیوں کے زیر التواء ہونے کے دوران دونوں بھائیوں نے ایوارڈ کی کچھ قیود میں ترمیم کرتے ہوئے ایک سمجھوتہ کیا جو موجودہ اپیل کے مقصد کے لیے مادی نہیں ہیں۔18 نومبر 1936 کو دیے گئے ایک حکم کے ذریعے ڈسٹرکٹ جج نے سمجھوتے کے ذریعے ترمیم شدہ ایوارڈ کو دائر کرنے کی ہدایت کی اور اس طرح ترمیم شدہ ایوارڈ کی قیود کے مطابق ڈگری پاس کی۔

15 نومبر 1939 کو رگھوناتھ داس نے ڈگری پر عمل درآمد کے لیے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں درخواست دی۔ ضلعی جج نے درخواست ماتحت جج کی عدالت میں منتقل کر دی جس نے اس درخواست کا نوٹس گوکل چند کو جاری کرنے کی ہدایت کی۔ گوکل چند نے عمل درآمد پر اعتراض بنیادی طور پر اس بنیاد پر دائر کیا کہ ڈگری دائرہ اختیار کے بغیر منظور کی گئی تھی جس میں ضلعی جج کو زرعی زمینوں کی تقسیم کے لیے ڈگری پاس کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ماتحت جج نے 23 دسمبر 1942 کو گوکل چند کی درخواست قبول کر لی اور عمل درآمد کی درخواست کو مسترد کر دیا۔5 اپریل 1944 کو عدالت عالیہ میں رگھوناتھ داس کی اپیل پر ایک فاضل واحد جج نے اپیل قبول کر لی، لیکن گوکل چند کی طرف سے دائر لیٹرز پیٹنٹ اپیل پر 15 مارچ 1945 کو ڈویژن بنچ نے واحد جج کے حکم کو پلٹ دیا اور ماتحت جج کی طرف سے منظور کردہ برطرفی کے حکم کو بحال کر دیا۔

ڈگری پاس کرنے والی عدالت میں دائرہ اختیار کے عیب کی بنیاد پر ایوارڈ پر دی گئی ڈگری کے ذریعے انہیں دی گئی راحت حاصل کرنے میں ناکام ہونے کے بعد، جس نے ڈگری پاس کی اور اس کے نتیجے میں عمل درآمد کرنے والی عدالت میں دائرہ اختیار کی کمی کی وجہ سے، رگھوناتھ داس نے 21 اگست 1945 کو گوکل چند کے خلاف مقدمہ نمبر 80، سال 1945 قائم کیا، جس میں 3-11-7,310 روپے کی وصولی کے لیے اس کے حق میں دی گئی 20,000 روپے کی مذکورہ رقم میں سے باقی سود کے ساتھ بقایا رقم تھی۔ گوکل چند نے کئی درخواستیں اٹھائیں لیکن بالآخر ان کی تمام درخواستیں مسترد کر دی گئیں اور سینئر ماتحت جج، امبالا نے 22 دسمبر 1945 کو اپنے فیصلے کے ذریعے رگھوناتھ داس کے حق میں مقدمہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

منظور کر لیا۔ گوکل چند نے اس سے کوئی اپیل دائر نہیں کی اور اس کے نتیجے میں ڈگری حتمی اور پابند ہو گئی جیسا کہ فریقین کے درمیان ہے۔

5 جون 1946 کو رگھوناتھ داس نے سینئر ماتحت جج، امبالا کی عدالت میں مقدمہ نمبر 239، سال 1946 دائر کیا جس میں سے موجودہ اپیل سامنے آئی ہے۔ اس مقدمے میں رگھوناتھ داس نے دعوی کیا کہ گوکل چند کو حکم دیا جائے کہ وہ 26,500 روپے کے جی پی نوٹوں میں سے 13,200 روپے کے جی پی نوٹوں کو توثیق یا کسی اور قانونی طریقے سے رگھوناتھ داس اور مسماۃ دارو پاڈی کو منتقل کریں، تاکہ انہیں سرکاری رجسٹر میں داخل کیا جا سکے اور "انہیں مدعی رگھوناتھ داس کے حوالے کیا جا سکے۔ استدعا میں اعداد و شمار، اجراء کا سال، ظاہری قیمت اور مذکورہ تمام جی پی نوٹوں پر واجب الاداسود کی تفصیلات بیان کی گئیں۔ ایک متبادل درخواست تھی کہ گوکل چند کو مدعی کو 13200 روپے ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔ گوکل چند نے اپنا تحریری بیان دائر کرتے ہوئے مقدمے کی بار میں متعدد درخواستیں دائر کیں۔ کم از کم 12 مسائل اٹھائے گئے، جن میں سے صرف 2 اور 3 معاملات ماتحت جج کے فیصلے سے ظاہر ہوتے ہیں جن پر سنجیدگی سے دباؤ ڈالا گیا ہے۔ وہ دو مسائل حسب ذیل تھے:- "(2) کیا مقدمہ وقت کے اندر ہے ؟ اور (3) کیا مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 2، قاعدہ 2 کے ذریعے مقدمہ ممنوع ہے ؟" ماتحت جج نے دونوں معاملات کا فیصلہ مدعی کے حق میں کیا۔ انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 49 کا اس کیس کے حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے اور یہ کہ کوئی اور مخصوص آرٹیکل لاگو نہیں ہونے کی وجہ سے یہ مقدمہ بقایا آرٹیکل 120 کے تحت چلایا جاتا ہے۔ فاضل ماتحت جج نے یہ رائے بھی اختیار کی کہ 15 نومبر 1939 سے 15 مارچ 1945 تک کی مدت، جو عمل درآمد کی کارروائی میں گزری ہے، کو آرٹیکل 120 کے تحت حد کی مدت کا حساب لگانے میں انڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت خارج کیا جانا چاہیے۔ فاضل ماتحت جج نے یہ بھی فیصلہ دیا کہ 3-11-7,310 روپے کی رقم کی وصولی کے لیے پہلے کے مقدمے میں بنائے نالش موجودہ مقدمے میں بنائے نالش نہیں تھا اور اس لیے موجودہ مقدمہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 2، قاعدہ 2 کے تحت ممنوع نہیں تھا۔ فاضل ماتحت جج نے اسی کے مطابق رگھوناتھ داس کے حق میں مقدمہ خارج کر دیا۔ گوکل چند نے عدالت عالیہ میں اپیل کی۔

یہ اپیل پنجاب عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے سامنے سماعت کے لیے آئی۔ اپیل کی حمایت میں صرف دو نکات پر زور دیا گیا، یعنی (1) آیا مقدمہ وقت کے ساتھ روک دیا گیا تھا اور (2) کیا مقدمہ مجموع

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ضابطہ دیوانی کے آرڈر 2، قاعدہ 2 کے تحت روک دیا گیا تھا۔ گوکل چند کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ یہ مقدمہ "دیگر مخصوص منقولہ جائیداد" کی بازیابی کے لیے تھا جو کہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 48، 48A اور 48B کے تحت آنے والی جائیدادوں کے علاوہ مخصوص منقولہ جائیداد ہے اور اسی کے مطابق آرٹیکل 49 کے تحت چلایا جاتا ہے۔ آرٹیکل 49 کسی مقدمے کے لیے "دیگر مخصوص منقولہ جائیداد کے لیے یا اسے غلط طریقے سے لینے یا زخمی کرنے یا غلط طریقے سے حراست میں رکھنے کے معاوضے کے لیے تین سال کی حد فراہم کرتا ہے۔" اور تین سال کی یہ مدت "جب جائیداد غلط طریقے سے لی جاتی ہے یا زخمی ہوتی ہے یا جب زیر حراست کا قبضہ غیر قانونی ہو جاتا ہے" سے شروع ہوتی ہے۔ عدالت عالیہ کی رائے میں یہ مقدمہ مخصوص سرکاری وعدہ بند نوٹوں کی بازیابی کے لیے تھا اور عدالت عالیہ کے مطابق یہ پیرا گراف کے جائزے سے واضح تھا۔ 18 اس شکایت کا جس میں مدعی کی طرف سے مقدمے میں دعوی کردہ راحتوں کا تعین کیا گیا ہو۔ جی پی نوٹوں کی تعداد، قیمت اور جاری ہونے کے سال اور ان کی طرف سے لگائی گئی شرح سود کا حوالہ عدالت عالیہ کو اس نکتے پر فیصلہ کن معلوم ہوا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ یہ مقدمہ آرٹیکل 49 کے تحت چلایا جاتا ہے اور چونکہ مدعی وقت سے باہر ہو جائے گا، چاہے 15 نومبر 1939 اور 15 مارچ 1945 کے درمیان کی مدت کو خارج کر دیا جائے، عدالت عالیہ نے انڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کے اطلاق کے سوال پر غور کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ چونکہ محدودیت کے معاملے پر اس کا نتیجہ مقدمے کو نمٹانے کے لیے کافی تھا، عدالت عالیہ نے مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 2، قاعدہ 2 پر مبنی دوسرے مسئلے پر بحث نہیں کی بلکہ اپیل کی اجازت دی اور مقدمے کو محدودیت کے طور پر مسترد کر دیا۔

ہم عدالت عالیہ کے فیصلے کو درست تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ جہاں تک جی پی نوٹوں کا تعلق ہے، ایوارڈ پر ڈگری صرف فریقین کے حقوق کا اعلان کرتی ہے۔ ڈگری کے تحت رگھوناتھ داس 26,500 روپے کے جی پی نوٹوں میں سے اپنے اور مسماۃ داروپدی کے نام پر 13,200 روپے کے جی پی نوٹوں کی توثیق کرنے کے حقدار تھے۔ ایوارڈ یا اس پر ڈگری نے دراصل جی پی نوٹوں کو یہ بتاتے ہوئے تقسیم نہیں کیا کہ گوکل چند اور مسماۃ دروپدی کے نام پر کون سے مخصوص جی پی نوٹوں کی توثیق کی جانی تھی یا ان میں سے کس کی توثیق رگھوناتھ داس اور ان کی والدہ کے نام پر کی جانی تھی۔ جب تک جی پی نوٹوں کو فریقین کی رضامندی سے یا عدالت کی ڈگری کے ذریعے تقسیم نہیں کیا جاتا، تب تک دونوں بھائیوں میں سے کوئی بھی جی پی نوٹوں کے کسی خاص ٹکڑے کو اپنی علیحدہ جائیداد کے طور پر دعوی نہیں کر سکتا تھا یا کسی خاص جی پی نوٹ کی فراہمی کا مطالبہ نہیں کر سکتا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

تھا۔ گوکل چند جی پی نوٹوں کی خوشگوار تقسیم پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے، رگھوناتھ داس کو عدالت سے مدد طلب کرنے اور یہ دعا کرنے پر مجبور کیا گیا کہ 26,500 روپے کی قیمت کے جی پی نوٹوں کی پوری رقم کو ان کی ہدایات کے ذریعے یا اس کے تحت تقسیم کیا جائے۔ عدالت کو دو لاٹوں اور 13,200 روپے کی قیمت پر مشتمل ایک لاٹ میں اس کے (رگھوناتھ داس) اور اس کی ماں کے حق میں گوکل چند کے ذریعے یا اس کی طرف سے توثیق کی جائے اور پھر مدعی کے حوالے کیا جائے۔ وہ اپنی شکایت میں یہ دعوی نہیں کر سکے کہ 13,200 روپے کی قیمت والے جی پی نوٹوں کے مخصوص ٹکڑے انہیں مخصوص شکل میں فراہم کیے جائیں۔ یہ حقیقی حیثیت ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ ہم اس کا تصور کرتے ہیں، رگھوناتھ داس کے مقدمے کو ممکنہ طور پر "مخصوص منقولہ جائیداد" کے مقدمے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ اظہار صرف اس مقدمے کا احاطہ کرنے کے لیے موزوں ہے جس میں مدعی یہ الزام لگا سکتا ہے کہ وہ کچھ مخصوص منقولہ جائیداد کا حقدار ہے اور/یا جس پر وہ فی الحال قبضہ کرنے کا حقدار ہے اور جسے مدعا علیہ نے غلط طریقے سے اس سے چھین لیا ہے اور/یا غیر قانونی طور پر اس سے روک رہا ہے۔ یہاں یہ پوزیشن نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دونوں بھائی 26,500 روپے کی قیمت کے جی پی نوٹوں کے حقدار تھے جو اصل میں مشترکہ شریک کے طور پر تھے اور اس کے بعد، جب ایوارڈ پر ڈگری منظور کی گئی تھی، عام کرایہ دار کے طور پر۔ جب تک فریقین کی رضامندی سے یا عدالت کے ذریعے اصل تقسیم گوکل چند، جس نے جی پی نوٹس کی تحویل میں رکھا تھا، کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس نے انہیں غلط طریقے سے رگھوناتھ داس سے لیا تھا اور ان کے قبضے کو غیر قانونی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ یہ غور و فکر اس معاملے کو گوپال چندر بوس بنام سریندر ناتھ دت ([1]) کے معاملے سے واضح طور پر ممتاز کرتے ہیں جس پر عدالت عالیہ نے انحصار کیا کیونکہ اس معاملے میں مدعا علیہ کو زیر بحث جی پی نوٹوں پر کوئی حق یا دلچسپی نہیں تھی اور اسے اس پر قبضہ برقرار رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ لہذا، موجودہ صورت حال میں، آرٹیکلز 49 کے تیسرے کالم میں ذکر کردہ آغاز میعاد کا کوئی اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اب یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ کسی متوفی شخص کی منقولہ جائیداد میں اپنے حصے کی وصولی کے لیے دوسرے وارثوں کے خلاف وارث کی طرف سے مقدمہ غلط طریقے سے لی گئی مخصوص منقولہ جائیداد کے لیے نہیں ہے جیسا کہ آرٹیکل 49 میں تصور کیا گیا ہے، بلکہ آرٹیکل حصص 20 کے تحت ہوتا ہے۔ محمد ریاض علی بنام مسمت حسن بانو ([1]) دیکھیں۔ اس کیس کے حقائق اور موجودہ کیس کے حقائق میں فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں فریقین کے حقوق کا اعلان ایوارڈ پر ڈگری کے ذریعے کیا گیا تھا لیکن یہ حالات ہمیں عدالتی کمیٹی کے مقرر کردہ اصول کے اطلاق میں کوئی مادی فرق نہیں ڈالتے۔ دونوں صورتوں میں مدعی کے دعووں کا مقصد جائیداد سے اس کا حصہ الگ کرنا اور اس طرح الگ کیے گئے اس کے حصص کی مختص اور ترسیل کرنا ہے۔ مختصراً اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

طرح کا مقدمہ کچھ اور نہیں بلکہ مشترکہ طور پر یا فریقین کے ذریعہ عام کرایہ داروں کے طور پر رکھی گئی منقولہ جائیدادوں کی تقسیم یا تقسیم کے لیے مقدمہ ہے اور اس طرح کے مقدمے پر کوئی مخصوص آرٹیکل لاگو نہیں ہونے کی وجہ سے اسے آرٹیکل 120 کے تحت ہونا چاہیے۔

آرٹیکل 120 کے ذریعہ مقرر کردہ حد کی مدت اس تاریخ سے چھ سال ہے جب مقدمہ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ لہذا، حد کی مدت کے اندر رہنے کے لیے مدعی 15 نومبر 1939 سے 15 مارچ 1945 تک کی مدت کو خارج کرنے کا دعوی کرتا ہے، جو عمل درآمد کی کارروائی میں گزری تھی۔ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14(1) مندرجہ ذیل ہے:

"14(1) کسی بھی مقدمے کے لیے مقرر کردہ حد کی مدت کا حساب لگانے میں، وہ وقت جس کے دوران مدعی مناسب مستعدی سے دوسری سول کارروائی کر رہا ہے، چاہے وہ پہلی بار کی عدالت میں ہو یا اپیل کی عدالت میں، مدعاعلیہ کے خلاف، خارج کر دیا جائے گا جہاں کارروائی اسی بنائے نالش مقصد پر مبنی ہے اور اس پر نیک نیتی سے کسی ایسی عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا ہے جو دائرہ اختیار کی غلطی، یا اسی نوعیت کی دوسری وجہ سے اس پر غور کرنے سے قاصر ہے۔

مدعاعلیہ کا دعوی ہے کہ مذکورہ بالا دفعہ کا اس کے مقدمے کے حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس طرح کا دلیل معقول ہے۔ رگھوناتھ داس کی طرف سے شروع کی گئی عمل درآمد کی کارروائی یقینی طور پر دیوانی کارروائی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اس نے اس طرح کی دیوانی کارروائی پر پوری لگن اور نیک نیتی کے ساتھ مقدمہ چلایا، کیونکہ وہ واضح طور پر جی پی نوٹوں میں سے اپنے حصص کو الگ سے مختص کرنے کے لیے بے چین تھا۔ وہ عمل درآمد کی عدالت میں ہار گیا لیکن عدالت عالیہ میں اپیل پر چلا گیا جہاں وہ واحد جج کے سامنے کامیاب ہوا، لیکن آخر کار وہ ڈویژن بینچ کے سامنے ناکام رہا جس نے واحد جج کے ذریعے اس کے حق میں منظور کیے گئے حکم کو پلٹ دیا۔ لہذا، رگھوناتھ داس کی طرف سے مستعدی اور نیک نیتی کی کمی کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ اگلی جگہ یہ دفعہ پہلی بار کی عدالت اور اپیل کی عدالت دونوں میں گزارے گئے وقت کو خارج کرتا ہے۔ لہذا، دیگر شرائط پوری ہونے کی وجہ سے، اوپر بیان کردہ پوری مدت خارج ہونے کے قابل ہوگی۔ جو سوالات باقی رہ گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ (1) کیا کارروائی کی بنیاد کارروائی کے ایک ہی مقصد پر رکھی گئی تھی اور (2) کیا اس نے کسی ایسی عدالت میں نیک نیتی سے کارروائی کی جو دائرہ اختیار کی خرابی بنائے نالش سے اس پر غور کرنے سے قاصر تھی۔ عمل درآمد کی کارروائی ایوارڈ پر ڈگری کے تحت اعلان کردہ اپنے حقوق کو نافذ کرنے کے اس کے دعوے پر قائم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

کی گئی تھی۔ موجودہ مقدمے میں بنائے نالش مقصد بھی اسی حق کے نفاذ کے لیے ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ سابقہ کارروائی میں رگھوناتھ داس عمل درآمد میں اپنے حقوق کو نافذ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور موجودہ صورت میں وہ وہی حقوق باقاعدہ مقدمے میں نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ موجودہ مقدمے میں کچھ نیا نہیں ہے جو وہ مانگ رہا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے ماتحت عدالت کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ میں نیک نیتی سے عمل درآمد کی کارروائی پر مقدمہ چلایا، کیونکہ عدالت عالیہ کے واحد جج نے دراصل اس کی اس دلیل کو برقرار رکھا کہ عدالت کو اس کی درخواست پر غور کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔ ڈویژن بنچ کے سامنے عمل درآمد کی کارروائی اس کے علاوہ کسی اور بنیاد پر ناکام رہی کہ عمل درآمد دینے والی عدالت کو درخواست پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا، کیونکہ جس ڈگری کو عمل درآمد دینے کی کوشش کی گئی تھی وہ ایک ایسی عدالت کی طرف سے منظور کی گئی تھی جس کے پاس اسے منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ لہذا، ڈگری پاس کرنے والی عدالت میں دائرہ اختیار کا نقص، جیسا کہ یہ تھا، خود ڈگری سے منسلک ہو گیا اور عمل درآمد دینے والی عدالت اسی نقص کی وجہ سے عمل درآمد کی کارروائی پر غور نہیں کر سکی۔ عمل درآمد دینے والی عدالت میں دائرہ اختیار کی نقص کا بالآخر اس وقت تعین ہوا جب ڈویژن بنچ نے واحد جج کے فیصلے کو الٹ دیا جس نے عمل درآمد کی کارروائی پر غور کیا تھا۔ ہماری رائے میں رگھوناتھ داس انڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14(1) کے فائدے کے حقدار ہیں اور اس میں مذکور مدت کو خارج کر دیا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ مقدمہ مقررہ مدت کے اندر اچھی طرح سے دائر کیا گیا تھا اور ڈویژن بینچ کے فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ اس خیال میں کہ اس نے حد بندی کے سوال پر غور کیا، ڈویژن بنچ نے دوسرے مسئلے پر جانے یا کوئی فیصلہ دینے کو ضروری نہیں سمجھا، یعنی کہ آیا اس مقدمے کو آرڈر 2، قاعدہ 2 کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔ اس لیے اس مقدمے کو اس مسئلے کے تعین کے لیے عدالت عالیہ میں واپس جانا چاہیے۔ لہذا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپیل کو قبول کرتے ہیں، عدالت عالیہ کے فیصلے اور ڈگری کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور کیس کو صرف مسئلہ نمبر 3 پر فیصلے کے لیے عدالت عالیہ کو واپس بھیج دیتے ہیں۔ اپیل کنندہ اس اپیل کے اخراجات کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ میں سماعت کے اخراجات حاصل کرے گا جس کے نتیجے میں اپیل کے تحت ڈگری اور اپیل کے عمومی اخراجات اور واپسی پر مزید سماعت کے اخراجات عدالت عالیہ کے ذریعے نمٹائے جائیں گے۔

اپیل منظور کی گئی۔

مقدمہ واپس کیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document